سُوْرَةُ الْقَلَمِ

سُوْرَةُ الْقَلَمِ ۶۸ مَكِّيَّة	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	اٰيَاتُهَا ۵۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲
سورہ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	باون آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝١ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ ف۱ اور تیرے واسطے بدلا ہے بے

مَمْنُوْنٍ ۝٣ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝٤ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝٥ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝٦ اِنَّ رَبَّكَ

انتہا ف۲ اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ف۳ سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لینگے کہ کون ہی تم میں جو بچل رہا ہے ف۴ بیشک تیرا رب

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝٨ وَدُّوْا

وہی خوب جانتا ہے اس کو جو بہکا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو ف۵ سو تو کہنا مت مان جھٹلانے والوں کا وہ چاہتے ہیں

لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ

کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں ف۶ اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانے والے بیقدر کا ف۷ طعنے دے چغلی کھاتا پھرے بھلے کام

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝١٣ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٤ اِذَا تُتْلٰى

سے روکے حد سے بڑھے بڑا گنہگار اُجڈ ان سب کے پیچھے بدنام ف۸ اس واسطے کہ رکھتا ہے مال اور بیٹے ف۹ جب سنائے اس

عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٥ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝١٦

کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱۰ اب داغ دینگے ہم اسکو سونڈ پر ف۱۱

(۱) آنحضرتؐ پر جنون کے الزام کا ردّ مشرکین مکہ حضورؐ کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے۔ کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے جو یک بیک تمام قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جن کو کوئی نہیں مان سکتا، حق تعالیٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرمادی۔ یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثلاً اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت و دانائی کی باتیں۔ مخالف و موافق کے دل میں اسقدر قوی تاثیر، اور اتنے بلند اور پاکیزہ اخلاق، کیا اُسے دیوانہ کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں؟ دنیا میں بہت دیوانے ہوئے ہیں اور کتنے عظیم الشان مصلحین گزرے ہیں جن کو ابتداءً قوم نے دیوانہ کہہ کر پکارا ہے۔ مگر قلم نے تاریخی معلومات کا جو ذخیرہ بطور امانت اوراق میں جمع کیا ہے وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں، اور ان دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنون کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دنیا کے تمام جلیل القدر اور

ف۱ ثواب۔ ف۲ کہانیاں ف۳ ناک پر۔

Surah Al-Mulk
Brought To You By www.e-iqra.info

اولوالعزم مصلحین کو ہر زمانہ کے شریروں اور بے عقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے اُن مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاو دوام کی مہر ثبت کی، اور اُن مجنوں کہنے والوں کا نام ونشان باقی نہ چھوڑا، قریب ہے کہ قلم اور اُس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپ کے ذکر خیر اور آپ کے بے مثال کارناموں اور علوم ومعارف کو ہمیشہ کے لیے روشن رکھینگی۔ اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہے گا ایک وقت آئیگا جب ساری دنیا آپ کی حکمت ودانائی کی داد دیگی اور آپ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کریگی۔ بھلا خداوند قدوس جس کی فضیلت وبرتری کو ازل الآزال میں اپنے قلم نور سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا، کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون ومفتون کی پھبتیاں کس کر اُس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے۔

(۲) آنحضرتؐ کے لیے بے انتہا اجر | یعنی آپ غمگین نہ ہوں۔ اِن کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے اور غیر محدود فیض ہدایت بنی نوع انسان کو آپ کی ذات سے پہنچنے والا ہے اُس کا بے انتہا اجر وثواب آپ کو یقیناً ملنے والا ہے کیا دیوانوں اور پاگلوں کا مستقبل ایسا پائدار اور شاندار کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی مجنون کی اسکیم اس طرح کامیاب ہوتے سُنی ہے؟ پھر جس کا رتبہ اللہ کے ہاں اتنا بڑا ہو اُس کو چند احمقوں کے دیوانہ کہنے کی کیا پروا ہونی چاہیئے۔

(۳) آنحضرتؐ کے اخلاقِ کریمانہ | یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق وملکات پر آپ کو پیدا فرمایا، کیا دیوانوں میں اُن اخلاق وملکات کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ ایک دیوانے کے اقوال وافعال میں قطعاً نظم وترتیب نہیں ہوتی، نہ اُس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن ہے اور آپ کے اعمال واخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی، جس خوبی، اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ میں فطرۃً موجود، اور جس بدی وزشتی سے روکتا ہے آپ طبعًا اس سے نفور وبیزار ہیں۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب واعتدال سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہٹنے نہیں پائی۔ آپ کا حسن اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن وتشنیع پر کان دھریں۔ جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمح نظر اتنا بلند ہو بھلا وہ کسی مجنون کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کریگا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے جس کی بدولت "فلعلك باخعٌ نفسك" کا خطاب سننے کی نوبت آتی تھی۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے غافل وذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہیگی تمام معاملات عدل واخلاق کی میزان میں پورے اُتریں گے۔ کیا خوب فرمایا شیخ جنید بغدادیؒ نے "سمی خلقه عظيمًا اذ لم تكن له همة سوى الله تعالىٰ عاشر الخلق بخلقه وزايلهم بقلبه، فكان ظاهره مع الخلق وباطنه مع الحق" وفی وصیة بعض الحكماء "عليك بالخلق مع الخلق وبالصدق مع الحق"۔

(۴) مفتون کون ہے | یعنی دل میں تو پہلے سے سمجھتے ہیں، لیکن عنقریب فریقین کو آنکھوں سے نظر آجائیگا کہ دونوں میں سے کون ہشیار اور عاقبت اندیش تھا اور کس کی عقل ماری گئی تھی جس کی وجہ سے پاگلوں کی طرح بچلی بچلی باتیں کرتا تھا۔

(۵) یعنی پوری طرح علم تو اللہ ہی کو ہے کہ کون لوگ راہ پر آنے والے ہیں اور کون بھٹکنے والے لیکن نتائج جب سامنے آئیں گے تو سب کو نظر آجائیگا کہ کون کامیابی کی منزل پر پہنچا اور کون شیطان کی راہ زنی کی بدولت ناکام ونامراد رہا۔

(۶) کفّار کے لیے ڈھیل مت دکھاؤ | یعنی راہ پر آنے والے اور نہ آنے والے سب اللہ کے علم محیط میں طے شدہ ہیں۔ لہٰذا دعوت وتبلیغ کے معاملہ میں کچھ رورعایت کی ضرورت نہیں۔ جس کو راہ پر آنا ہوگا، آرہیگا۔ اور جو محروم ازلی ہے وہ کسی لحاظ ومروت سے ماننے والا نہیں کفّار مکہ حضرتؐ سے کہتے تھے کہ آپ بُت پرستی کی نسبت اپنا سخت رویہ ترک کردیں اور ہمارے معبودوں کی تردید نہ کریں، ہم بھی آپ کے

Brought To You By www.e-iqra.info

خدا کی تعظیم کرینگے اور آپ کے طور و طریق اور مسلک و مشرب سے متعرض نہ ہونگے۔ ممکن تھا کہ ایک مصلح اعظم کے دل میں جو "خلق عظیم" پر پیدا کیا گیا ہے نیک نیتی سے یہ خیال آجائے کہ تھوڑی سی نرمی اختیار کرنے اور ڈھیل دینے سے کام بنتا ہے تو برائے چندے نرم روش اختیار کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ اُس پر حق تعالیٰ نے متنبہ فرمادیا کہ آپ ان مکذبین کا کہنا نہ مانیے۔ ان کی غرض محض آپ کو ڈھیلا کرنا ہے۔ ایمان لانا اور صداقت کو قبول کرنا مقصود نہیں۔ آپ کی بعثت کی اصلی غرض اس صورت میں حاصل نہیں ہوتی۔ آپ تو ہر طرف سے قطع نظر کر کے اپنا فرض ادا کرتے رہیے۔ کسی کو منوا دینے اور راہ پر لے آنے کے آپ ذمہ دار نہیں (تنبیہ) "مداہنت" اور "مدارات" میں بہت باریک فرق ہے۔ اول الذکر مذموم ہے اور آخر الذکر محمود۔ فلا تغفل۔

(۷) یعنی جس کے دل میں خدا کے نام کی عظمت نہیں، جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتا ہے اور چونکہ لوگ اُس کی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔ اس لیے یقین دلانے کے لیے بار بار قسمیں کھا کر بیقدر اور ذلیل ہوتا ہے۔

(۸) کافر کے اوصاف | یعنی ان خصلتوں کے ساتھ بدنام اور رسوائے عالم بھی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں۔ آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے" (تنبیہ) "زنیم" کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرامزادے کے ہیں۔ جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا۔

(۹) مال و دولت شرافت کا معیار نہیں | یعنی ایک شخص اگر دنیا میں طالعمند اور خوش قسمت نظر آتا ہے، مثلاً مال و اولاد وغیرہ رکھتا ہے تو محض اتنی بات سے اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اُس کی بات مانی جائے۔ اصل چیز انسان کے اخلاق و عادات ہیں۔ جس شخص میں شرافت اور خوش اخلاقی نہیں، اللہ والوں کا کام نہیں کہ اُس کی ابلہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں۔

(۱۰) یعنی اللہ کی باتوں کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے۔

(۱۱) ولید بن مغیرہ کی رسوائی | کہتے ہیں قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ تھا، اُس میں یہ سب اوصاف مجتمع تھے۔ اور ناک پر داغ دینے سے مُراد اُس کی رسوائی اور روسیاہی ہے شاید دنیا میں حسّی طور پر بھی کوئی داغ پڑا ہو۔ یا آخرۃ میں پڑیگا۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا

ہم نے اُن کو جانچا ہے جیسے جانچا تھا باغ والوں کو ف۱۲ جب اُن سب نے قسم کھائی کہ اُس کا میوہ توڑینگے صبح ہوتے اور انشاء اللہ

يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾

نہ کہا ف۱۳ پھر پھیرنے[1] آگر گیا اُس پر کوئی پھیرنے[2] والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ سوتے ہی رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ[3] چکا ف۱۴

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ

پھر آپس میں بولے صبح ہوتے کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے[4] پھر چلے اور آپس میں

يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾

کہتے تھے چپکے چپکے کہ اندر نہ آنے پائے اُس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے پکے ہوئے زور کے ساتھ ف۱۵

(۱۲) یعنی مال و اولاد کی کثرت کوئی مقبولیت کی علامت نہیں، نہ اللہ کے ہاں اس کی کچھ قدر و قیمت ہے لہٰذا کفار مکہ اس چیز پر مغرور نہ ہوں

[1] پھر گیا۔ [2] پھر جانے والا۔ [3] کٹ چکا دکھی ہوئی کھیتی۔ [4] کاٹنا

Brought To You By www.e-iqra.info

یہ تو اللہ کی طرف سے اُن کی آزمائش اور جانچ ہے جیسے پہلے بعض لوگوں کی جانچ کی گئی۔

(۱۳) **تین بھائیوں کی ہوس کا انجام** کئی بھائی جن کے باپ نے ترکہ میں میوے کا ایک باغ چھوڑا تھا، اُس میں کھیتی بھی ہوتی ہوگی۔ سارا گھر اُس کی پیداوار سے آسودہ تھا۔ باپ کے زمانہ میں عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا یا کھیتی کٹتی، تو شہر کے سب فقیر محتاج جمع ہو جاتے یہ سب کو تھوڑا بہت دیدیتا۔ اسی سے برکت تھی، اس کے انتقال کے بعد بیٹوں کو خیال ہوا کہ فقیر جو اتنا مال لیجاتے ہیں، وہ اپنے ہی کام آئے تو خوب ہو۔ کیوں ہم ایسی تدبیر نہ کریں کہ فقیروں کو کچھ دینا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر میں آجائے۔ پھر آپس میں مشورہ کرکے یہ رائے قرار پائی کہ صبح سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئیں۔ فقیر جائیں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے۔ اور اپنی اس تدبیر پر ایسا یقین جمایا کہ "انشاء اللہ" بھی نہ کہا۔

(۱۴) یعنی رات کو بگولا اُٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت پڑی، سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔

(۱۵) یعنی یہ یقین کرتے ہوئے کہ اب جاکر سب پیداوار اپنے قبضہ میں کرلیں گے۔

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا

پھر جب اُس کو دیکھا بولے ہم تو راہ بھول آئے نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی ف۱۶ بولا بچلا اُن کا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں

تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

پاکی بولتے اللہ کی ف۱۷ بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیروار تھے پھر منہ کرکر ایک دوسرے کی طرف

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى

لگے الاہنا دینے ف۱۸ بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب

رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ

سے آرزو رکھتے ہیں ف۱۹ یوں آتی ہے آفت اور آخرت کی آفت تو سب سے بڑی ہے اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۲۰ البتہ

لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۡ كَيْفَ

ڈرنے والوں کو اُن کے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے ف۲۱ کیا ہم کردینگے حکم برداروں کو برابر گنہگاروں کے کیا ہوگیا تم کو کیسے ٹھہراتے ہو بات ف۲۲

تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو اُس میں ملتا ہے تم کو جو تم پسند کرلو

(۱۶) وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہوچکی تھی کہ وہاں پہنچ کر پہچان نہ سکے سمجھے کہ ہم راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے پھر جب غور کیا تو سمجھے کہ نہیں، جگہ تو وہی ہے۔ مگر ہماری قسمت پھوٹ گئی اور حق تعالیٰ کی درگاہ سے ہم محروم کیے گئے۔

(۱۷) منجھلا بھائی اُن میں زیادہ ہشیار تھا۔ اُس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ اللہ کو مت بھولو۔ یہ سب اُسی کا انعام سمجھو اور فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ جب کسی نے اُس کی بات پر کان نہ دھرا، چپ ہو رہا اور انہی کا شریکِ حال ہوگیا۔ اب یہ تباہی دیکھ کر اُس نے وہ پہلی بات یاد دلائی۔

ف۱ الزام ۔۔۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۸) اپنی غلطی کا اعتراف | اب اپنی تقصیر کا اعتراف کر کے رب کی طرف رجوع ہوئے اور جیسا کہ عام مصیبت کے وقت قاعدہ ہے ایک دوسرے کو الزام دینے لگے، ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب گردانتا تھا۔

(۱۹) آخر میں سب مل کر کہنے لگے کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی کہ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارنا چاہا اور حرص وطمع میں آکر اصل بھی کھو بیٹھے۔ یہ جو کچھ خرابی آئی اُس میں ہم ہی قصوروار ہیں مگر اب بھی ہم اپنے رب سے ناامید نہیں کیا عجب ہے وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ ہم کو عطا کر دے۔

(۲۰) آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے | یعنی یہ تو دنیا کے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا جسے کوئی ٹال نہ سکا۔ بھلا آخرت کی اُس بڑی آفت کو تو کون ٹال سکتا ہے۔ سمجھ ہو تو آدمی یہ بات سمجھے۔

(۲۱) جنت نعیم | یعنی دنیا کے باغ وبہار کو کیا لیے پھرتے ہو جنت کے باغ ان سے کہیں بہتر ہیں جن میں ہر قسم کی نعمتیں جمع ہیں۔ وہ خاص متقین کے لیے ہیں۔

(۲۲) کفار کی خوش فہمی اور اُسکا جواب | کفار مکہ نے غرور وتکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہوگی تو ہم پہلے سے بہتر اور بڑھ کر ہوگی اور جس طرح دنیا میں ہم کو اللہ نے عیش ورفاہیت میں رکھا ہے وہاں بھی یہی معاملہ رہے گا اُس کو فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کے لیے تیار رہتا ہے، اور ایک جرائم پیشہ باغی، دونوں کا انجام یکساں ہو جائے، بلکہ مجرم اور باغی، وفاداروں سے اچھے رہیں یہ وہ بات ہے جس کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ رد کرتی ہے۔

أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ

کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی قیامت کے دن تک کہ تم کو ملیگا جو کچھ تم ٹھہراؤ گے پوچھ اُن سے کونسا اُن میں اس کا ذمہ

زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ

لیتا ہے ف۲۳ کیا انکے واسطے کوئی شریک ہیں پھر تو چاہئے لے آئیں اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں ف۲۴ جس دن کہ کھولی جائے پنڈلی

وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ

اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو پھر نہ کر سکیں ف۲۵ جھکی پڑتی ہونگی اُن کی آنکھیں ف۲۶ چڑھی آتی ہوگی اُن پر ذلت اور پہلے

كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ

اُن کو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے ف۲۷ اب چھوڑ دے مجھ کو اور اُنکو جو کہ جھٹلائیں اس بات کو

سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ

اب ہم سیڑھی اُتاریں گے اُنکو جہاں سے اُن کو پتہ بھی نہیں ف۲۸ اور ان کو ڈھیل دیے جاتا ہوں بیشک میرا داؤ پکا ہے ف۲۹ کیا تو مانگتا ہے اُن سے

أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾

کچھ حق سو اُن پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے کیا اُنکے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں ف۳۰

(۲۳) کفار کے پاس کوئی سند نہیں | یعنی یہ بات کہ مسلم اور مجرم دونوں برابر کر دیے جائیں ظاہر ہے عقل وفطرت کے خلاف ہے۔ پھر کیا کوئی

Brought To You By www.e-iqra.info

نقلی دلیل اس کی تائید میں تمہارے پاس ہے؟ کیا کسی معتبر کتاب میں یہ مضمون پڑھتے ہو کہ جو تم اپنے لیے پسند کرلو گے وہ ہی ملیگا؟ اور تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائیں گی یا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے کوئی قسم کھائی ہے کہ تم جو کچھ اپنے دل سے ٹھہرالو گے وہ ہی دیا جائے گا؟ اور جس طرح آج عیش و رفاہیت میں ہو؟ قیامت تک اسی حال میں رکھے جاؤ گے؟ جو شخص ان میں سے ایسا دعوے کرے اور اس کے ثابت کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے، لاؤ۔ اُسے سامنے کرو۔ ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کہاں سے کہتا ہے۔

(۲۴) یعنی اگر عقلی و نقلی دلیل کوئی نہیں، محض جھوٹے دیوتاؤں کے بل بوتے پر یہ دعوے کیے جارہے ہیں کہ وہ ہم کو یوں کردینگے اور یوں مرتبے دلادیں گے، کیونکہ وہ خود خدائی کے شریک اور حصہ دار ہیں تو اس دعوے میں اُن کا سچا ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا جب وہ ان شرکاء کو خدا کے مقابلہ پر بلا لائیں اور اپنی من مانی کارروائی کرادیں۔ لیکن یاد رہے کہ وہ معبود عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں وہ تمہاری کیا مدد کرینگے، خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔

(۲۵) **کشفِ ساق** اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدانِ قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائیگا "ساق" پنڈلی کو کہتے ہیں اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائق الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا۔ جیسے قرآن میں "ید" (ہاتھ) اور "وجہہ" (چہرہ) کا لفظ آیا ہے۔ یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں۔ ان پر اسی طرح بلا کیف ایمان رکھنا چاہئے جیسے اللہ کی ذات، وجود، حیات اور سمع و بصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں)۔

اہل ریا و نفاق سجدہ نہیں کرسکیں گے اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے۔ مگر جو شخص ریاء سے سجدہ کرتا تھا، اس کی کمر نہیں مڑیگی، تختہ سی ہو کر رہجائیگی۔ اور جب اہل ریاء و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہونگے تو کفار کا اُس پر قادر نہ ہونا بطریق اولیٰ معلوم ہوگیا۔ یہ سب کچھ محشر میں اس لیے کیا جائیگا کہ مومن و کافر اور مخلص و منافق صاف طور پر کھل جائیں اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسی طور پر مشاہدہ ہوجائے (تنبیہ) "متشابہات" پر پہلے کلام کیا جاچکا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس آیت "کشف ساق" کی تفسیر میں نہایت عالی اور عجیب تبصرہ متشابہات پر کیا ہے۔ فلیراجع۔

(۲۶) یعنی ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اٹھ سکیگی۔

(۲۷) **سجدہ سے محرومی کی وجہ** یعنی دنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے اور بااختیار خود سجدہ کرسکتے تھے وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا۔ اُسکا اثر یہ ہوا کہ استعداد ہی باطل ہوگئی۔ اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کرسکتے۔

(۲۸) یعنی اُن کو عذاب ہونا تو یقینی ہے۔ لیکن چندے عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجئے اور اُن کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجیے۔ میں خود ان سے نبٹ لونگا اور اس طرح بتدریج آہستہ آہستہ دوزخ کی طرف لیجاؤنگا کہ اُن کو پتہ بھی نہیں چلیگا۔ یہ اپنی حالت پر مگن رہیں گے اور اندر ہی اندر سکھ کی جڑیں کٹتی چلی جائینگی۔

(۲۹) یعنی میری لطیف اور خفیہ تدبیر ایسی پکی ہے، جس کو یہ لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے بھلا اُس کا توڑ تو کیا کرسکتے ہیں۔

(۳۰) یعنی افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ اس طرح تباہی کی طرف چلے جارہے ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانتے۔ آخر نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ اُن سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) طلب کرتے ہیں؟ جس کے بوجھ میں وہ دبے جارہے ہیں۔ یا خود اُن کے پاس غیب کی خبریں اور اللہ کی وحی آتی ہے؟ جسے وہ حفاظت کے لیے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں؟ اس لیے آپ کے اتباع کی ضرورت نہیں سمجھتے آخر کچھ سبب تو ہونا چاہئے۔ جب اُن پر کچھ بار بھی ڈالا نہیں جاتا اور اس چیز سے استغناء بھی نہیں تو نہ ماننے کا سبب بجز عناد اور ہٹ دھرمی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ؕ ﴿۴۸﴾ لَوْ لَآ اَنْ

اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ مچھلی والا ف۳۱ جب پکارا اُس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف۳۲ اگر نہ سنبھالتا

تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ

اُس کو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر ف۳۳ پھر نوازا اُس کو اس کے رب نے پھر کر دیا اُس کو

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ

نیکوں میں ف۳۴ اور منکر تو لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن اور

يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ ۘ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

کہتے ہیں وہ تو باؤلا ہے ف۳۵ اور یہ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو ف۳۶

(۳۱) حضرت یونسؑ کا غصہ یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانے والے پیغمبر (حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرح مکذبین کے معاملہ میں تنگدلی اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کیجئے۔ ان کا قصہ پہلے کئی جگہ تھوڑا تھوڑا گذر چکا ہے۔

(۳۲) یعنی قوم کی طرف سے غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ جھنجلا کر شتابی عذاب کی دعاء بلکہ پیشین گوئی کر بیٹھے (تنبیہ) "مکظوم" کے معنی بعض مفسرین نے یہ کیے ہیں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے اور یہ غم مجموعہ تھا کئی غموں کا۔ ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا، ایک عذاب کے ٹل جانے کا، ایک بلا اذن صریح شہر چھوڑ کر چلے آنے کا، ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس رہنے کا۔ اُس وقت اللہ کو پکارا اور یہ دعاء کی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ "اُس پر اللہ کا فضل ہوا اور مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

(۳۳) یعنی اگر قبول توبہ کے بعد اللہ کا مزید فضل و احسان دستگیری نہ کرتا تو اُسی چٹیل میدان میں جہاں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے الزام کھائے ہوئے پڑے رہتے اور وہ کمالات و کرامات باقی نہ رہنے دیے جاتے جو محض خدا کی مہربانی سے اُس ابتلاء کے وقت بھی باقی رہے۔

(۳۴) یعنی پھر ان کا اور زیادہ رتبہ بڑھایا۔ اور اعلیٰ درجہ کے نیک و شائستہ لوگوں میں داخل رکھا۔ حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

(۳۵) قرآن سنکر کفار کا غیظ و غضب یعنی قرآن سُن کر غیظ و غضب میں بھر جاتے ہیں اور اس قدر تیز نظروں سے تیری طرف گھورتے ہیں جانے تجھ کو اپنی جگہ سے ہٹا دینگے۔ زبان سے بھی آوازے کستے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون ہو گیا ہے اسکی کوئی بات قابل التفات نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسطرح آپ کو گھبرا کر مقام صبر و استقلال سے ڈگمگا دیں۔ مگر آپ برابر اپنے مسلک پر جمے رہئے۔ اور تنگدل ہو کر کسی معاملہ میں گھبراہٹ یا جلدی یا مداہنت اختیار نہ کیجیے (تنبیہ) نظر لگنا بعض نے "لیزلقونك بابصارهم" سے یہ مطلب لیا ہے کہ کفار نے بعض لوگوں کو جو نظر لگانے میں مشہور تھے اس پر آمادہ کیا تھا کہ وہ آپ کو نظر لگائے۔ چنانچہ جس وقت حضورؐ قرآن تلاوت فرما رہے تھے وہ آیا اور پوری ہمت سے نظر لگانے کی کوشش کی۔ آپ نے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھا، اور وہ ناکام و نامراد واپس چلا گیا۔ باقی نظر لگنے یا لگانے کے مسئلہ پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔ اور آج کل جبکہ "مسمریزم" ایک باقاعدہ فن بن چکا ہے، اس میں مزید ردوکد کرنا بیکار سا معلوم ہوتا ہے۔

(۳۶) یعنی قرآن میں جنون اور باؤلے پن کی بات کونسی ہے جس کو تم جنون کہہ رہے ہو۔ وہ تو تمام عالم کے لیے اعلیٰ ترین پند و نصیحت کا ذخیرہ ہے۔ اسی سے بنی نوع انسان کی اصلاح اور دنیا کی کایا پلٹ ہوگی۔ اور وہ ہی لوگ دیوانے قرار پائیں گے جو اس کلام کے دیوانے نہیں ہیں

تم سورۃ القلم۔ وللہ الحمد والمنہ

Brought To You By www.e-iqra.info